ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.4.2025

دیارِ انگلینڈ کا سماجی منظر نامہ: اردو سفر ناموں کی روشنی میں

The Social Landscape of England: In the Light of Urdu Travelogues

Itrat Mumtaz
M Phil Urdu scholar, University of Sargodha
Dr. Sajid Javed
Associate professor, University of Sargodha

ABSTRACT

The trend of England travelogues in Urdu literature emerged prominently in the mid-nineteenth century, as Urdu-speaking writers journeyed to England and closely observed its society. This research article analyzes the travelogues of three prominent writersDr. Ibadat Brelvi, Ali Sufyan Afaqi, and Qamar Ali Abbasi with aparticular focus on how they portrayed the social landscape of England. It examines their observations of social norms, interpersonal relationships, cultural practices, and community life, highlighting both the structural aspects of society and the underlying cultural values. The article further explores how these writers combined empirical observation with critical reflection to provide nuanced insights into English social life. By emphasizing social structures and cultural dynamics, this study demonstrates the capacity of Urdu travelogues to offer a detailed understanding of England's societal fabric and its complexities from an Eastern literary perspective.

***Keywords**:Urdu Travel Writing, England, Social Values, Landscape ،. IbadatBarelvi, Ali Sufiyan Afaqi, Qamar Ali Abbasi.*

اردو ادب میں سفر نامہ نگاری ایک ایسی ادبی صنف کے طور پر ارتقاپذیر ہوئی ہے جو مشاہدے، تجربے اور فکری شعور کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ یہ صنف محض سیاحت یا تفریح کے بیان تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے انسانی زندگی، تہذیبی روابط اور سماجی اقدار کے مطالعے کو اپنے دائرے میں سمو لیا ہے۔ حقیقی سفر نامہ وہی قرار دیا جا سکتا ہے جس میں مصنف اپنے مشاہدات کو صداقتِ احساس اور فہمِ معاشرت کے ساتھ قلم بند کرے۔ سفر نامہ نگاری دراصل تہذیبوں کے باہمی مکالمے کی ایک صورت ہے جو انسان، معاشرہ اور ثقافت کے باہمی تعلق کو نئے تناظر میں اجاگر کرتی ہے۔

انیسویں صدی میں اردو سفر نامہ نگاری میں انگلینڈ کی طرف رجحان بتدریج نمایاں ہونا شروع ہوا۔ مشرقی اہلِ قلم اور ادیبوں کی مغربی دنیا، خصوصاً برطانیہ، میں دلچسپی اسی دور میں بڑھنے لگی، اور اس رجحان کے پس منظر میں متعدد تاریخی، سیاسی اور تہذیبی عوامل کار فرما تھے۔ ان میں سب سے مؤثر عنصر برصغیر کا نوآبادیاتی تجربہ تھا، جس کی بنیاد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ۱۶۰۰ء میں ہندوستان میں قدم رکھنے سے پڑی۔ بعد ازاں برطانوی اقتدار نے برصغیر کے بیشتر علاقوں پر تسلط قائم کیا اور تقریباً دو صدیوں تک وہاں حکمرانی کی۔ اس طویل دور کے اثرات آج بھی برصغیر کی سیاست، معیشت، معاشرت، ثقافت اور ادب میں نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اردو ادب، اور خاص طور پر سفر نامہ نگاری، اس اثر سے مستثنیٰ نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کے نامور سفر نامہ نگار ڈاکٹر عبادت بریلوی، قمر علی عباسی اور علی سفیان آفاقی نے انگلینڈ کے سفر کے دوران مغربی معاشرت، سماجی نظام، طرزِ زندگی، عوامی رویّوں اور اخلاقی اقدار کا نہایت گہرا مشاہدہ کیا اور اپنے مشاہدات کو تحلیلی انداز میں اپنے سفر ناموں میں قلم بند کیا۔

سماج محض افراد کے مجموعے تک محدود نہیں بلکہ افراد کے درمیان تعلقات، رابطوں اور اخلاقی رویّوں کے ہم آہنگ امتزاج سے وجود پاتا ہے۔ یہ تعلقات افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کرتے ہیں اور مختلف طبقاتی پس منظر رکھنے والے لوگ ایک مشترکہ فضا میں زندگی گزارتے ہیں۔ ان روابط اور اشتراکات کے نتیجے میں ایک منظم معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو قواعد، روایات اور اقدار کے ذریعے اپنی شناخت، ہم آہنگی اور استحکام برقرار رکھتا ہے۔ سماج ایک

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

متحرک اور ارتقاپذیر نظام کے طور پر مستقل تغیر کے عمل سے گزرتا ہے، اور وقت کے ساتھ رونما ہونے والی سماجی، ثقافتی اور اقتصادی تبدیلیاں نہ صرف افراد کے رویوں بلکہ سماجی اداروں اور اقدار پر بھی اثر ڈالتی ہیں۔ اس طرح، سماجی ڈھانچہ ایک پیچیدہ اور ہم آہنگ نظام کے طور پر ارتقاپذیر رہتا ہے، جو انسانی تعلقات اور اجتماعی زندگی کو سمجھنے کے لیے ایک مضبوط تحقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

صالحہ زرین سماج کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"انسان میں خود اعتمادی سماج ہی سے جنم لیتی ہے گھر میں سیکھنے کے ساتھ وہ باہر بھی اپنے ساتھیوں سے بہت کچھ سیکھتا ہے اور آخر لمحے تک وہ سماج پر ہی زندہ رہتا ہے سماج کے بغیر انسان بے معنی ہے سماج انسان کو ان گنت طریقوں سے متاثر کرتا ہے"(۱)

انگلینڈ کا معاشرتی ڈھانچہ روایت اور جدیدیت کے امتزاج پر مبنی ہے۔ اس معاشرے میں طبقاتی تفاوت نمایاں ہے، جہاں دولت اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم نے امیر و غریب کے درمیان واضح فاصلہ قائم کر دیا ہے۔ اس خلیج کی بنیادی وجہ سرمایہ دارانہ نظام کو قرار دیا جا سکتا ہے، جو معاشرتی ترقی کے باوجود انسانی مساوات اور اجتماعی ہم آہنگی کے لیے ایک مستقل چیلنج ہے۔ اخلاقی اور خاندانی اقدار کے اعتبار سے انگلش معاشرہ تدریجی زوال کی طرف مائل دکھائی دیتا ہے، کیونکہ خاندانی نظام کی کمزوری اور رشتوں کی قدر کی کمی مشرقی معاشروں کے مقابلے میں زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ مغربی معاشرت میں مادیت پسندی نے انسانی اقدار اور روحانی وابستگی کو ثانوی حیثیت دے دی ہے، جس کے نتیجے میں زندگی میں نمود و نمائش کا عنصر غالب آ گیا ہے۔

انگلینڈ کا معاشرہ اپنی ساخت میں کثیر الثقافتی اور سیکولر نوعیت رکھتا ہے، جہاں مختلف مذاہب اور عقائد سے وابستہ افراد عیسائی، مسلمان، یہودی، ہندو، سکھ، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے پیروکار اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ یہی تنوع انگلش سماج کو ایک ہمہ جہت اور متنوع معاشرہ بناتا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی اور ثقافتی تنوع کی علامت ہے ذیل میں انگلینڈ کے سماجی منظرنامے کا احوال اردو کے انگلینڈ کے سفرناموں کی روشنی میں بیان کیا جا رہا ہے جو ڈاکٹر عبادت بریلوی، علی سفیان آفاقی اور قمر علی عباسی کے انگلینڈ کی سیاحت کے احوال میں بیان ہوئے انگلینڈ کے سفر کے دوران تینوں سفرنامہ نگاروں نے اپنے مشاہدات اور تجربات کو نہایت باریک بینی سے اپنے سفرناموں میں قلمبند کیا ہے۔ ان کی تحریروں میں جہاں انگلینڈ کی تہذیبی و ثقافتی فضا کا عالمانہ تجزیہ ملتا ہے، وہیں وہاں کے سماجی حالات، انسانی روابط اور معاشرتی اقدار کے مختلف پہلو بھی حقیقت پسندانہ انداز میں نمایاں کیے گئے ہیں۔

عبادت بریلوی کے سفرنامے ارضِ پاک سے دیارِ فرنگ تک میں انگلینڈ کی معاشرت اور سماجی زندگی سے متعلق نہایت وقیع مشاہدات پیش کیے گئے ہیں۔ لندن میں قیام کے دوران مصنف نے برطانوی سماج کو قریب سے دیکھا اور وہاں کے معاشرتی رویّوں، طرزِ زندگی اور اقدار کا باریک بینی سے مطالعہ کیا۔ سفرنامہ نگار ایک جانب مغربی دنیا کی صنعتی ترقی، سائنسی پیش رفت اور شہری نظم و ضبط سے متاثر نظر آتے ہیں، تو دوسری جانب اخلاقی گراوٹ، خاندانی نظام کی کمزوری اور مادیت پر مبنی طرزِ حیات سے گہری ناگواری کا اظہار کرتے ہیں۔ عبادت بریلوی کے مشاہدے میں یورپی معاشرہ بظاہر آزاد مگر باطنی طور پر اقداری زوال کا شکار دکھائی دیتا ہے۔ مصنف نے اس آزادی کو ایسا رویہ قرار دیا ہے جو خیر و شر کی تمیز مٹا دیتا ہے اور انسان کو روحانی و اخلاقی توازن سے محروم کر دیتا ہے۔ یہی احساسِ کرب انہیں بار بار اپنی تحریر میں اس مغربی طرزِ حیات پر تنقید کرنے پر آمادہ کرتا ہے، جس میں ترقی کے باوجود روحانی خلا نمایاں ہے۔ عبادت بریلوی کی انگلینڈ کے سماج سے بیزاری سے متعلق ڈاکٹر خالد محمود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"لندن کا معاشرتی اور تہذیبی نظام انہیں ایک آنکھ نہ بھایا اخلاقی اقدار اور جنسی بے راہ روی سے انہیں بڑا دکھ پہنچا جنسی معاملات میں حیاسوز اظہار کو دیکھ کر عبادت بریلوی دلگیر اور غمزدہ ہو جاتے ہیں مغرب کی جنسی بے راہ روی کے عبرت ناک مناظر کچھ اس انداز سے بیان کیے ہیں کہ مشرق کا قاری اپنے معاشرے کو فخر و محبت کی نظر سے دیکھنے لگتا ہے۔"(۲)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ڈاکٹر عبادت بریلوی نے انگلینڈ کے خاندانی نظام کا تجزیہ نہایت سنجیدگی سے کیا ہے اور اسے زوال پذیر قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک مغربی خاندانی ڈھانچہ جذباتی وابستگی، باہمی احترام اور اخلاقی استحکام سے محروم ہے۔ وہ اس نظام میں رشتوں کی کمزوری اور خلوص کے فقدان کو مغربی سماج کی بڑی کمزوری کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ عبادت بریلوی اس صورتِ حال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مشرقی خاندانی اقدار کو زیادہ متوازن، پائیدار اور انسان دوست قرار دیتے ہیں۔ ارضِ پاک سے دیارِ فرنگ تک میں مصنف نے ایک عمر رسیدہ انگریز خاتون کا ذکر کیا ہے جو اپنے خاندانی نظام کی کمزوری کا شکار ہو کر تنہائی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اس کی اولاد نے اسے نظر انداز کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ جذباتی طور پر محرومی، نفسیاتی دباؤ اور ذہنی تنہائی کا شکار دکھائی دیتی ہے۔ یہ واقعہ مغربی معاشرے میں خاندانی رشتوں کی کمزور ہوتی بنیادوں اور باہمی وابستگی کے فقدان کی ایک نمایاں علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ عبادت بریلوی اس منظر نامے کے ذریعے مغربی معاشرت میں بڑھتی ہوئی خود غرضی، مادیت پسندی اور انسانی تعلقات کی اجنبیت کو واضح کرتے ہیں۔ ایک بزرگ انگریز خاتون کی روداد کو قلم بند کرتے ہوئے:

"میں بالکل تنہا ہوں چھ سال ہوئے میرا شوہر مر چکا ہے میری صرف ایک لڑکی ہے لیکن وہ میرے پاس نہیں
رہتی ایک دفتر میں کام کرتی ہے صبح کو جاتی ہے شام کو واپس ایک لڑکا اس کے پاس آتا ہے اس کے ساتھ گھومتی
پھرتی ہے اس کو میری صورت سے نفرت ہے اب تو اس نے مجھ سے ملنا بھی ترک کر دیا ہے ایک کمرے میں
تنہا رہتی ہوں مجھے اس کا غم کھائے جاتا ہے۔"(۳)

ارضِ پاک سے دیارِ فرنگ تک میں عبادت بریلوی نے مغربی معاشرت میں عورت کو درپیش مسائل کو نہایت حساسیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مصنف کے مشاہدے کے مطابق مغربی سماج میں عورت کا کردار بظاہر آزاد دکھائی دیتا ہے، لیکن درحقیقت وہ کئی نفسیاتی، جذباتی اور خاندانی مسائل کا شکار ہے۔ عورت کو معاشرتی آزادی تو حاصل ہے، تاہم یہ آزادی اکثر اس کے استحصال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ عبادت بریلوی نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مغربی معاشرت میں عورت کو وقتی تعلقات اور مفاداتی رشتوں تک محدود کر دیا گیا ہے، جس کے باعث وہ جذباتی تحفظ اور خاندانی وابستگی سے محروم رہ جاتی ہے۔ عمر کے ساتھ جب اس کی کشش یا معاشرتی حیثیت کم ہوتی ہے تو اکثر خواتین تنہائی، محرومی اور سماجی بے اعتنائی کا شکار دکھائی دیتی ہیں۔ مصنف نے اس صورتِ حال کو مغربی تمدن کے ایک المیے کے طور پر بیان کیا ہے جو عورت کی حقیقی عزت و وقار کو متاثر کرتا ہے۔ عبادت بریلوی نے عورتوں کو درپیش مسائل اور ان کی ناگفتہ بہ حالت کو نہایت دردمندی اور مشاہداتی گہرائی کے ساتھ قلم بند کیا۔

"ایسی عورتوں کا بڑھاپا یہاں بڑا عبرت ناک ہوتا ہے یا تو ایسی عورتیں ہاؤس کیپر ہوتی ہیں یا پلیز جو پانچ شیلنگ
فی گھنٹہ کے حساب سے مکانوں کو صاف کرتی پھرتی ہیں اور اتنی محنت کرتی ہیں کہ کلیجہ ہل جاتا ہے زندگی ان
کے لیے حسرت ہی حسرت ہے اور ان حسرتوں کا بوجھ اٹھائے زندگی کی راہ پر گامزن رہتی ہیں۔"(4)

عبادت بریلوی نے انگلستان کے معاشرے کا مطالعہ کرتے ہوئے جہاں اس کے منفی اور زوال پذیر پہلوؤں پر تنقیدی نظر ڈالی ہے، وہیں انگریز قوم کے مثبت رویّوں کو بھی خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ وہ اعتراف کرتے ہیں کہ مغربی معاشرت میں نظم و ضبط، وقت کی پابندی، دیانتداری، قانون کی پاسداری اور انسان دوستی جیسے اوصاف نمایاں ہیں۔ مصنف کے نزدیک انگریز قوم کی ترقی کا راز انہی اخلاقی اصولوں اور عملی نظم میں مضمر ہے۔ عبادت بریلوی نے خاص طور پر انگریزوں کے شوقِ مطالعہ اور علمی رجحان کو قابلِ تقلید قرار دیا ہے، جو ان کی فکری بالیدگی اور علمی ذوق کی علامت ہے۔ عبادت بریلوی نے اپنے سفر نامے میں انگلینڈ کے سماجی مشاہدات کو نہایت باریک بینی سے پیش کیا ہے۔ وہ جہاں انگریز معاشرے کی اخلاقی اور سماجی کمزوریوں پر تنقید کرتے ہیں، وہیں ان کی مثبت خصوصیات کو بھی کھلے دل سے سراہتے ہیں۔ بعض مقامات پر ان کے بیان میں قدرے مبالغے کا رنگ محسوس ہوتا ہے، تاہم لندن کے بارے میں ان کا یہ تاثر نمایاں ہے کہ وہاں کے لوگ انسان دوستی اور باہمی احترام کے جذبے سے سرشار ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

"دنیا کے ہر ملک کا ادمی اس شہر میں ملتا ہے انگریز قوم ان سب کو گوارا کرتی ہے فرانسیسی، جرمن اطالوی، ہندوستانی، پاکستانی، افریقی غرض ہر ملک کے لوگ یہاں اس طرح رہتے ہیں جیسے یہ انہی کا ملک ہے لیکن انگریز کبھی انہیں تعصب یا نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اس کا سبب یہ بھی ہے کہ انگریز کسی کے ذاتی اور انفرادی معاملات میں کبھی دخل نہیں دیتا جس کا جو جی چاہے کرے یہاں ہر طرح کی آزادی ہے اس اعتبار سے انگریز قوم کا جواب نہیں"(۵)

عبادت بریلوی کے ہاں انگلینڈ کے سماجی مطالعے میں طنز کا پہلو نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ وہ مغربی معاشرت کو محض ظاہری ترقی اور شائستگی کے پیمانوں پر نہیں پرکھتے بلکہ اس کے باطن میں موجود انسانی کمزوریوں کو بھی بے نقاب کرتے ہیں۔ خصوصاً خاندانی نظام، عورتوں کو درپیش مختلف سماجی مسائل، اور باہمی تعلقات میں ریاکاری کے رجحان پر ان کی تنقید ایک مؤثر سماجی طنز کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ان کے مشاہدے میں یہ پہلو نمایاں ہے کہ جدید مغربی زندگی نے انسان کو آسائش تو دی ہے مگر خلوص، وابستگی اور جذباتی سکون سے محروم کر دیا ہے۔

علی سفیان آفاقی نے اپنے سفرنامے ذرا انگلستان تک میں انگلینڈ کی سماجی زندگی کو نہایت باریکی اور گہرائی سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے معاشرتی حالات کو نہ صرف ذاتی تجربات کی روشنی میں پیش کیا بلکہ ایک حساس ناظر کی حیثیت سے ایسے پہلو بھی اجاگر کیے جو برطانوی سماج کی تہذیبی ساخت اور اجتماعی شعور کی عکاسی کرتے ہیں۔ آفاقی کے مشاہدات کے مطابق انگلینڈ کی معاشرت میں نظم و ضبط، انسانی احترام، اور ذمہ دار شہری رویّے نمایاں خصوصیات ہیں۔

اہل انگلینڈ کے نظم و ضبط اور قطار بندی کا ذکر ذرا انگلستان تک میں کچھ یوں کیا گیا ہے:

"انگلستان اور یورپ بھر میں یہ رواج ہے کہ اگر صرف دو آدمی بھی کہیں منتظر ہوں گے تو ایک دوسرے کے پیچھے قطار بنا کر کھڑے ہوں گے اور کبھی ایک دوسرے کی حق تلفی نہیں کریں گے قطار بندی صبر و تحمل اور برداشت کی عادت واقعی قابل تعریف اور قابل تقلید ہے"(۶)

علی سفیان آفاقی کے درج بالا اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انگلینڈ میں زندگی کے تمام معاملات میں ترتیب اور اصول پسندی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قطار بندی صرف ایک عادت نہیں بلکہ سماجی شعور اور تہذیبی تربیت کی علامت ہے، اور عوامی رویّوں میں صبر، برداشت اور باہمی احترام شامل ہیں۔ معمولی سے معمولی امور میں بھی بے ترتیبی یا جلد بازی ناپسندیدہ سمجھی جاتی ہے، حتیٰ کہ روزمرہ معاملات جیسے ٹیکسی میں سوار ہونے کے دوران بھی اپنی باری کا انتظار لازمی سمجھا جاتا ہے۔ یہی نظم و ضبط انگلینڈ کی سماجی زندگی کو ایک مہذب، منظم اور باوقار صورت عطا کرتا ہے اور وہاں کے معاشرتی رویّوں میں اجتماعی شعور اور تہذیبی اقدار کی مضبوط عکاسی کرتا ہے۔

علی سفیان آفاقی کے سفرنامہ "ذرا انگلستان تک" میں متعدد مقامات پر پاکستان کا تقابل یورپی سماج سے کیا گیا ہے۔ مصنف نے پاکستان کو ایک ایسے معاشرے کے طور پر پیش کیا ہے جو معاشی، معاشرتی اور انتظامی مشکلات میں گھرا ہوا ہے، جہاں عام انسان کی زندگی سہل نہیں بلکہ پریشانیوں اور محرومیوں سے عبارت ہے۔ سفرنامہ نگار جب انگلینڈ کے منظم، خوشحال اور پُر امن معاشرے کو دیکھتا ہے تو اسے پاکستان کی ابتری اور بے نظمی شدت سے یاد آتی ہے۔ علی سفیان آفاقی ایک پاکستانی کی حیثیت سے جب یورپی سماج کی آسودگی کو دیکھا تو ایک احساس کمتری میں مبتلا پاکستانی دکھائی دیئے جو اپنے دیس کے مسائل کی وجہ سے خاصے پریشان دکھائی دیے انگلینڈ کی ترقی اور خوشحالی دیکھ کر اور پاکستانی معاشرت کے مسائل بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں کہ:

"ہمارا پورا نظام بدقسمتی سے بدعنوانیوں، لاپرواہیوں، بے عملیوں اور کاہلی کا شکار ہو چکا ہے ہر کام میں رکاوٹ ہے ہر دفتری کام ایک مشکل مرحلہ ہے جبکہ مغرب میں دفتری کام اور روزمرہ کی عام ضروریات کسی پریشانی یا تردد کے بغیر ہی حل ہو جاتی ہیں۔"(۷)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

علی سفیان آفاقی نے سفر نامہ "ذرا انگلستان تک" میں انگلینڈ کے سماج اور معاشرت کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے اور پرکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک برطانوی معاشرے میں جہاں ایک طرف نظم وضبط اور قانون پسندی نمایاں خصوصیات کے طور پر دکھائی دیتی ہیں، وہیں اخلاقی اقدار کی زوال پذیری بھی کم قابلِ ذکر نہیں۔ خاندانی نظام کے انتشار اور رشتوں کی کمزوری کو وہ مغربی تمدن کا ایک منفی پہلو قرار دیتے ہیں، جب کہ مشرقی معاشروں کو اس اعتبار سے زیادہ مستحکم اور باوقار سمجھتے ہیں۔ آفاقی کے نزدیک انگریز قوم شخصی آزادی کے نام پر تنہائی کو ترجیح دیتی ہے، تاہم وہ ان کی کتب بینی اور مطالعہ کی عادت کو ایک مثبت اور قابلِ تقلید عمل قرار دیتے ہیں۔ مصنف نے محض اندھی تقلید کے بجائے حقیقت پسندانہ رویہ اپناتے ہوئے جہاں انگریز معاشرت کے روشن پہلوؤں کو قلم بند کیا ہے، وہیں اپنے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر اس کے منفی اور تاریک پہلوؤں کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ ان کے نزدیک انگریزوں کے تعصب پر مبنی رویے اور سماجی بے حسی مغربی تمدن کی کمزوریاں ہیں، جب کہ انگلینڈ میں چوری، لوٹ مار اور پولیس کے غیر مؤثر طرزِ عمل پر بھی انہوں نے تنقیدی نظر ڈالی ہے۔

سفر نامہ ذرا انگلستان تک میں علی سفیان آفاقی نے انگریز معاشرے میں مصنفین اور ادیبوں کے مقام ومرتبے اور معاشی خوشحالی پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ آفاقی کے مشاہدات کے مطابق مغربی معاشروں میں ادب کو محض تفریح یا ذاتی اظہار کا ذریعہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ مصنف اور ادیب کو سماج کا باشعور اور معزز رکن تصور کیا جاتا ہے، اور انہیں معاشرتی وقار کے ساتھ مناسب مراعات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس، پاکستانی معاشرے میں اہلِ قلم کو ان کے علمی و ادبی خدمات کے باوجود وہ مقام اور سہولیات حاصل نہیں ہوتیں، جو مغرب میں ایک ادیب کا حق سمجھا جاتا ہے۔ علی سفیان آفاقی نے برصغیر کے نامور ادیبوں جیسے سعادت حسن منٹو اور ابنِ صفی کا حوالہ دیتے ہوئے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ انہیں معاشرتی عزت اور مالی سہولت کے لحاظ سے وہ معیار حاصل نہ ہو سکا جو کسی مہذب معاشرے میں اہلِ قلم کو فراہم ہونا چاہیے:

> "منٹو صاحب نے بہت زیادہ لکھا اور زیادہ تر خوب بھی لکھا لیکن اس کے معاوضے میں انہیں کیا ملا ان کی کتابیں کتنی تعداد میں شائع ہوئیں ؟اور ان کی اشاعت سے انہیں یا ان کے خاندان کو کتنا پیسہ ملا؟ شاید ہزاروں بھی نہیں"(۸)

انگریز اہل قلم کو ملنے والی مراعات پر علی سفیان افاقی کا قلم مبالغہ امیزی کی جانب زیادہ رہا جس کی مثال درج ذیل ہے:

> "اب ارب پتیوں کی ایک نئ قسم پیدا ہو چکی ہے یہ مصنف ہیں ناول اور کتابیں لکھنے والے لوگ جن کی تصانیف کروڑوں کی تعداد میں بکتی ہیں اور انہیں رائلٹی کے طور پر اربوں ڈالر کی آمدن ہوتی ہے کئی ملکوں میں شاندار مکانات کاریں ہوائی جہاز کچھ ناول نگاروں نے تو اپنے پسندیدہ مقامات پر پورے پورے جزیرے خرید لیے ہیں"(۹)

علی سفیان آفاقی نے اپنے سفر نامہ "ذرا انگلستان تک" میں ثقافتی پہلو کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے بنیادی توجہ برطانوی معاشرت اور یورپ کے دیگر شہروں، خصوصاً روم اور پیرس، کی سماجی زندگی پر مرکوز رکھی ہے۔ مصنف نے یورپ کے اجتماعی مزاج سے قاری کو روشناس کروانے کی سعی کی ہے اور مختلف مواقع پر پاکستان کے سماج سے اس کا موازنہ بھی پیش کیا ہے۔ ان کے مشاہدے میں انگلستان کا ٹیکسی نظام، پولیس کا شہریوں کے ساتھ برتاؤ، انگریزوں کا سیاہ فام اور ایشیائی افراد کے ساتھ امتیازی سلوک، اور ٹریفک قوانین کی پاسداری جیسے پہلو نمایاں ہیں۔ آفاقی نے ان تمام موضوعات پر نہایت باریک بینی سے گفتگو کی ہے اور مغربی معاشرت کی تنظیم و انضباط کے ساتھ اس کے تضادات کو بھی اجاگر کیا ہے۔ ان کے بیانیے میں کہیں کہیں یورپی طرزِ معاشرت پر ایک لطیف ساطنزیہ رنگ بھی نمایاں نظر آتا ہے، جو مصنف کے تنقیدی شعور اور مشرقی زاویۂ نظر کی عکاسی کرتا ہے۔

قمر علی عباسی کا شمار اُن اردو ادیبوں میں ہوتا ہے جنہوں نے جدید سفر نامہ نگاری کے فنی اور فکری پہلوؤں کو فروغ دیا اور اس صنف کو نئے امکانات سے روشناس کروایا۔ ان کے متعدد سفر نامے شائع ہو چکے ہیں جن میں طنز و مزاح کے ساتھ مشاہدے کی گہرائی اور اندازِ بیان کی دلکشی نمایاں نظر آتی ہے۔ عباسی کے معروف سفر نامے "لندن لندن" میں انگلستان کی سماجی و معاشرتی زندگی کے ساتھ ساتھ وہاں کے معاشرتی مسائل اور انسانی رویوں کا باریک بینی سے جائزہ ملتا

ہے۔ مصنف نے خاص طور پر برصغیر، بالخصوص پاکستان سے تعلق رکھنے والے تارکینِ وطن کے تجربات اور ان کے سماجی و نفسیاتی مسائل کو نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کا مشاہدہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ غیر ملکی باشندے پردیس میں کس طرح دوہری زندگی جیتے ہیں—ایک طرف معاشی دباؤ اور سماجی اجنبیت، اور دوسری طرف انگریز قوم کے غیر جانب دار یا بعض اوقات تعصب پر مبنی رویّے سے پیدا ہونے والی کشمکش۔ قمر علی عباسی کے سفرنامے عام سیاحتی روداودں سے اس لحاظ سے ممتاز ہیں کہ وہ اپنے مشاہدات کو محض سطحی تاثر تک محدود نہیں رکھتے بلکہ گہرائی میں جا کر ان کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں ضخامت اور فکری گہرائی دونوں اعتبار سے اردو سفرنامہ نگاری میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

شفیق الرحمن نے قمر علی عباسی کے سفرنامہ "لندن لندن" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

> "قمر علی عباسی کا سفرنامہ لندن لندن بھی کئی دوسرے سفرناموں سے کسی حد تک مختلف ہے طرز اظہار کی شگفتگی اور مکالموں کی برجستگی نے اس سفرنامے کو بہت دلچسپ بنا دیا ہے"(۱۰)

قمر علی عباسی کا مزاج ذرا منفرد ہے انھوں نے طنز و مزاح سے کام لیتے ہوئے انگلینڈ کا سماجی اور معاشرتی منظرنامہ بیان کیا ہے۔ جس سے قارئین کو سفرنامے میں دلچسپی کے کئی نئے زاویے دریافت کرنے کا موقع ملتا ہے۔ انہوں نے انگریزوں کی صفائی، مہذب رویہ اور اجتماعی نظم و ضبط کو نہایت برجستہ اور منفرد انداز میں پیش کیا اور ان کا تقابل برصغیر کی عوام کے طرزِ زندگی سے کرتے ہوئے مشرقی و مغربی معاشرت کے فرق کو واضح کیا۔ اس حوالے سے لکھا:

> "انگریز کیونکہ گندا ہوتا ہے اس لیے اسے صفائی کا بڑا خیال ہوتا ہے گھر سڑک ہر چیز صاف ستھری ہوگی لیکن برصغیر کے لوگ بنیادی طور سے صاف ہیں اس لیے صاف ستھرائی پر ایمان نہیں رکھتے لہٰذا جن جن گھروں کے لان پر خالی ڈبے بوتلیں اور لفافے پڑے تھے وہ ہندوستانیوں کے اور جہاں پھول کھلے وہ انگریزوں کے"(۱۱)

قمر علی عباسی کے ہاں انگریزوں کے دوہرے معیارات پر خوب تنقید بھی دکھائی دیتی ہے تعصب انگریزوں کی رگوں میں پایا جاتا ہے اس کا شکار افریقی کالے اور ایشیائی اقوام زیادہ بنتی ہیں قمر علی عباسی نے سفرنامے لندن میں ایک انگریز ہندو لڑکی کے ساتھ انگریز غنڈوں نے جو سلوک کیا کا احوال درج کرتے ہوئے لکھا:

> "لندن کے علاقے ویمبلے میں ایک ہندو لڑکی کو برطانوی غنڈوں نے پکڑ لیا اور زبردستی پلا کر بھاگ گئے راہگیروں نے اسے ہسپتال پہنچایا پھر نہ جانے کیا ہوا بیچاری مر گئی یا نہیں لیکن برطانیہ کی سینکڑوں سالہ جمہوریت اور روایات ضرور مر گئی ہیں جو لوگ ملک میں انگریز راج کی تعریفیں کرتے ہیں وہ لندن کے اخباروں میں آئے دن چھپنے والے واقعات پڑھ لیں"(۱۲)

قمر علی عباسی ایک بے باک سفرنامہ نگار ہیں جنہوں نے انگریز سماج کے منفی پہلوؤں کو دو ٹوک اور واضح انداز میں تنقید کا نشانہ بنایا ہے مثبت پہلوؤں کی تعریف بھی کی ہے لیکن منفی چیزوں کو موثر انداز میں پیش بھی کیا ہے یہ ان کی ایک نمایاں خوبی کے طور پر سامنے آئی ہے ڈاکٹر انور سدید قمر علی عباسی کے طرز بیان پر اظہار خیال کرتے ہوئے:

> "مغرب کی تہذیبی بے راہ روی پر ان کا ردعمل خاصہ طنزیہ ہے لیکن انھوں نے جراحت پیدا نہیں کی اور چھوٹے چھوٹے جملوں سے تاثر کو دوچند کر دیا ہے"(۱۳)

قمر علی عباسی، ڈاکٹر عبادت بریلوی اور علی سفیان آفاقی کے سفرناموں نے انگلینڈ کے سماجی منظرنامے کو ایک جامع اور متوازن نگاہ سے پیش کیا ہے۔ یہ نگارشات نہ صرف معاشرت کے روشن پہلوؤں، جیسے نظم و ضبط، اخلاقیات اور ہم آہنگی کو اجاگر کرتی ہیں بلکہ ان میں معاشرتی تضادات اور کچھ تاریک گوشوں کی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.4.2025

بھی عکاسی ملتی ہے۔ اس مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اردو سفر نامہ نگاری میں مشاہداتی اور تجرباتی زاویہ نظر کے ذریعے کسی بھی معاشرت کی حقیقی تصویر کشی ممکن ہے، جو قارئین کو نہ صرف معلومات فراہم کرتی ہے بلکہ معاشرتی تفہیم اور ادبی ذوق دونوں کو فروغ دیتی ہے۔

حوالہ جات

۱ صالحہ زرین، اردو ناول کا سماجی اور سیاسی مطالعہ (ابتدا سے ۱۹۴۷ء تک)(الہ آباد: سرسوتی پریس، ۲۰۰۰ء)، ص ۳۷

۲- خالد محمود، اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، ۲۰۱۱ء)، ص ۲۴۵

۳۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، ارض پاک سے دیار فرنگ تک (لاہور: ادارہ ادب و تنقید، ۱۹۴۷ء)، ص ۱۴۵

۴۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۵۔ ایضاً، ص ۱۳۶-۱۳۷

۶۔ علی سفیان آفاقی، ذرا انگلستان تک (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۶ء)، ص ۱۰۴

۷۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۸۔ ایضاً، ص ۱۸۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۸۵

۱۰۔ شفیق الرحمن (فلیپ)، لندن لندن از قمر علی عباسی (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۸۶ء)

۱۱۔ قمر علی عباسی، لندن لندن (لاہور: سنگ میل پبلیکشنز، ۱۹۸۶ء)، ص ۳۸

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۱۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب میں سفر نامہ (لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)، ص ۴۳۱